© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جُرعات

پچھلے دنوں مجلہ رحیق کے دفتر میں رضوان لاہور رمارچ ۱۹۵۸ء پر اتفاقاً نظر پڑ گئی۔ کیونکہ پیشہ ورانہ مناظرات سے نفرت کی وجہ سے اس انداز کا لٹریچر پڑھنے کی مجھے عادت نہیں۔ — اپہلے ہی صفحہ پر سوانح احمدی مؤلفہ مولانا محمد جعفر تھانیسری مرحوم کا ذکر خیر دیکھا تو تعجب ہوا کہ مدیر رضوان کو کیسے ہمت ہوئی کہ وہ اپنے صفحات میں اس مقدس تحریک کا ذکر کرے۔ وہ تو بریلوی خیالات کا ترجمان ہے — مگر ورق الٹتے ہی وہ تعجب جلد دور ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اس سے رضوان کا مقصد بریلوی مناظرین کے لئے چند حوالے جمع کرنے اور مناظرانہ و معاندانہ گرفت کے سوا اور کچھ نہیں — !

پچھلے صفحہ کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ ادارۂ رضوان کو سوانح احمدی کے چند نسخے کہیں سے ارزاں مل گئے ہیں جنہیں وہ حسب منشا قیمت پر فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ بک جائیں اور مدیر رضوان کا دماغ ہلکا ہو جائے۔ اور یوں بھی یہ شکوہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حضرات دینی کاروبار میں بھی پیٹ کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ ولا یملأ جوف ابن آدم الا التراب۔

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ رضاخوانی حضرات مولوی احمد رضا خاں صاحب کی قیادت میں ہمیشہ انگریز بہادر کی کاسہ لیسی فرماتے رہے اور تحریک جہاد اسلامی و آزادی ہند کی ہر ممکن مخالفت کی۔ انگریزی ہند کی دار الاسلامیت پر کتابیں لکھتے رہے۔ ترکوں کے خلاف انگریزی فوجوں کو تعویذ مہیا کرتے رہے۔ جب کہ اہل توحید نے اس کے پورے دورِ اقتدار میں نہ صرف ملک کی سرحدوں پر انگریز سے لڑائیاں لڑیں بلکہ اندرونِ ہند بھی ہر قسم کی آزادی کی تحریک چلا کر یا ان میں شامل ہو کر اس کو پریشان کئے رکھا تا آنکہ وہ ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گیا — ! اہل توحید کا یہ ایسا اعلیٰ کردار ہے جس پر انگریز دنگ تھا۔ ہند و حیران

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور سب مسلمان ممنون ـــــ!

مگر مدیر رضوان کو انگریز کی لکیر پیٹنے کی یہ نئی تجویز سوجھی ہے کہ سید احمد شہید کی تحریک انگریز کے خلاف نہیں، بلکہ صرف سکھوں کے خلاف تھی، اس کے لیئے انہیں سوانح احمدی کی کوئی ناقص عبارت مل گئی۔ بس انہیں اپنی انگریز دوستی اور اسلام و ملک دشمنی کو چھپانے کا بہانہ خیال کر لیا اور باور کر لیا کہ اس طرح وہ داغ دھوڈالیں گے مگر ان کو معلوم نہیں ـــــ!

لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر ـــــ!

مجھے خیال ہوا کہ عوام اور بریلوی مناظرین کے سامنے حقائق اور واقعات بھی رکھ دیئے جائیں تاکہ لاعلمی کی وجہ سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ لیحیٰی من حی عن بینۃ ویھلک من ھلک عن بینۃ!

سوانح احمدی تحریک سید احمد شہید کی تاریخ ہے جسے مولانا جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت لکھا جب انگریز کے دماغ پر بھی حضرات بریلوی کی طرح وہابی خولیا سوار تھا۔ اور وہابی، بریلوی انگریزی ذہن پر اس طرح مسلط تھے جیسے یہودی علماء بیلاطس کی حکومت پر۔! کچھ شک نہیں کہ ان دنوں یہ تحریک جہاد بے حد مقہور رہی۔ انگریز ہر قیمت پر اسے ختم کر دینا چاہتا تھا۔ حضرات شیعہ اور کبراء بریلی پر امید تھے کہ یہ حق کی آواز دب جائے گی۔ ان حضرات کے فتاوی، وعظ، اخبارات، رسائل ہر چیز اس آواز کے دبانے میں استعمال ہو رہی تھی یا مظالم اس طرح توڑے جا رہے تھے۔ کہ سر سید احمد خان تک جیسے آزاد منش جو جو اہلحدیث مسلک اور عقیدہ کے پورے مخالف تھے بے تاب ہو گئے۔ انہوں نے ان مظالم کے خلاف محض انسانی ہمدردی کی بنا پر احتجاج فرمایا۔ یہ ان کی انسانی شرافت تھی حالانکہ ان کے خلاف جس قدر علمائے اہلحدیث نے لکھا شاید ہی کسی نے لکھا ہو۔ مولانا محمد حسین بٹالوی کا اشاعۃ السنۃ سر سید کی مخالفت سے بھرپور ہوتا تھا۔ مگر سید احمد خاں کی شرافت اور معاملہ فہمی کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ انہوں نے بڑی جرأت سے احتجاج کیا اور انگریز کو متاثر کرنے میں اچھا کردار ادا کیا۔ جس سے انگریز تو کسی قدر متاثر ہوا بھی ـــــ! مگر افسوس بریلویت اب تک شرم محسوس کرنے کے لیئے تیار نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسے نازک دور میں مولانا جعفر تھانیسری نے اس جماعت کے حالات کو شائع کرنے کی کوشش فرمائی اس وقت یہ حالات یا تو مستند روایات کی صورت میں محفوظ تھے۔ جن کو مولانا جعفر اور دوسرے اکابر عرفی تواتر کی صورت سے جانتے تھے۔ یا وہ مکاتیب اور مخطوطات تھے جو طبع نہیں ہوئے تھے اور عقیدتمندوں کے پاس محفوظ تھے۔ یا پھر وہ سرکاری کاغذات اور جماعتی دستاویزوں کی طرح اصل یا ان کی نقول کہیں محفوظ نہیں۔ مولانا جعفر ایسے ہمدرد اور دوراندیش انسان کے لئے اس وقت عجیب مشکل تھی۔ اگر وہ حقائق کو من وعن سامنے رکھیں تو عام گرفت اور قید و بند کے علاوہ بہت ممکن تھا کہ اشاعت میں رکاوٹ ڈالی جاتی۔ یا پورا مواد ضبط ہو کر حکومت کے قبضہ میں چلا جاتا ـــــ!

مولانا جعفر نے حالات کے لحاظ سے جہانتک واقعات میں لچک پیدا کر سکتے تھے حکومت کی گرفت سے بچنے کی کوشش کی تاکہ اس جہاد کے حالات جس قدر منظر عام پر آ سکتے ہیں آ جائیں

مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ

بنا بریں مولانا جعفر سے اس معاملہ میں بعض کمزوریوں کا صدور بالکل قدرتی تھا۔ بعض مکاتیب جو تحریک کی روح تھے وہ شائع ہی نہیں فرما سکے بلکہ بعض انہیں دستیاب ہی نہیں ہو سکے کیونکہ تحریک کے لٹریچر کا زیادہ تر ذخیرہ نواب وزیر الدولہ والی ٹونک کے پاس تھا۔ ماخذ کی تفصیل کے لئے بریلوی مناظرین کو سیرۃ احمد شہید مؤلفہ مولانا غلام رسول صاحب مہر اور سیرۃ احمد شہید مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی وغیرہ کو تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تاکہ انہیں تحریک کی حقیقت معلوم ہو سکے۔ کیونکہ اول الذکر ایسے وقت میں لکھی گئی۔ جب کہ انگریزی دور ختم ہو گیا ہے۔ اور ثانی الذکر ایسے وقت لکھی گئی تھی جب کہ انگریز کا انتقامی جذبہ کم ہو گیا بلکہ ختم ہو گیا تھا ـــــ!

کچھ لٹریچر صادق پور پٹنہ میں مولانا ولایت علی، عنایت علی مرحوم کے خاندان کے پاس موجود تھا۔ معلوم نہیں اس وقت وہ موجود ہے یا ضائع ہو چکا ہے۔

نیز بریلوی مناظرین اور خود مدیر رضوان کی حق تعالیٰ کے ان مقبول بندوں سے مخالفت اگر دیانت پر مبنی ہے تو اس امر پر بھی غور فرمائیں کہ خود مولانا جعفر تھانیسری کو (بقیہ برصفحہ ۴۶۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسئلہ حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ادلۂ شرعیہ کی روشنی میں

بزرگانِ دیوبند کے تازہ ارشادات کا تنقیدی جائزہ

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (۳۰-۳۹)

(مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع اہل حدیث گوجرانوالہ)

(۴)

حافظ ابن جریر کی تصریح | حافظ ابن جریر سورہ بقرہ کی تفسیر میں اس سوال کا جواب دیتے ہیں کہ برزخی زندگی تو سب کے لئے ہے پھر شہدا کی خصوصیت کیا ہے انهم مرزوقون من ماكل الجنة ومطاعمها فى برزخهم قبل بعثهم ومنعمون بالذى ينعم به داخلوها بعد البعث من سائر البشر من لذيذ مطاعمها الذى لم يطعمها الله احدا فى برزخه قبل بعثه اھ (ابن جریر ص ۲۲ ج ۲) شہدا کو جنت کے لذیذ کھانے برزخ ہی میں ملیں گے۔ دوسرے لوگوں کو یہ انعامات برزخ کے بعد جنت میں ملیں گے اھ۔ یعنی شہدا کی زندگی برزخی ہے دنیوی نہیں۔ ان کا برزخ جنت کی نظیر ہے جنت کے لذائذ ان کو قبر ہی میں مرحمت فرمائے جائیں گے۔ یہی مزیت ہے جسے حیات سے تعبیر فرمایا اور انہیں میت کہنے سے روکا گیا ہے۔

مولانا نواب محمد صدیق حسن خاں رحمہ اللہ تعالےٰ والئی بھوپال مکتبِ فکر کے لحاظ سے اہل حدیث ہیں۔ اس لئے آپ حضرات کو ان سے یقیناً اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن وسعت نظر، وسعت مطالعہ، زہد و تقوےٰ کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اونچا ہے۔ اور فہم قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے بہت سے اکابر قدما سے بھی ان کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"بل هم احياء فى البرزخ تصل ارواحهم الى الجنان فهم احياء من هذه

© rasailojaraid.com